

افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

خطبہ جمعہ المبارک ۱۹ اپریل ۱۹۷۵ء

غیر مطبوعہ خطبات و افادات

صنط و ترتیب : ادارہ الحق

التزام و اتباع شریعت

نجات و کامیابی کی بنیادی شرط

(خطبہ مسنونہ کے بعد) ولا تھنوا ولا تحزنوا انتم الاعلون انکم مسلمین۔

حضرات! پچھلے جمعہ یہ آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ عرض یہ کرنا تھا کہ قرآن و حدیث کی بناء پر مسلمانوں کی دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی بغیر اطاعتِ خداوندی اور بغیر نظامِ خداوندی کے ناممکن ہے۔ مسلمان جتنی بھی تدابیر اختیار کر لیں کامیابی نہیں حاصل کر سکتے۔ مسلمان جو وعدہ کر چکے ہیں خدا کے ساتھ کہ ہم مسلمان ہیں لا الہ الا اللہ کہہ کر وعدہ کر لیا ہے کہ اللہ کا حکم جو حضورؐ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بھیجا وہ بلاچون و چرا بغیر اس کے کہ اس حکم میں ہمارے لئے کیا خیر و بھلائی ہے۔ کیا نقصان ہے۔؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ بلاچون و چرا ماننا اس کلمے کا مطلب ہے۔ کلمہ اور ایمان کا مطلب اللہ اور رسول اللہؐ کی پیروی ہے۔ کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کے جتنی نبی ہیں۔ ان کی ہر بات خدا کی طرف سے ہے۔ اور میں ان کے حکم کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کا حکم بغیر چون و چرا مانوں گا۔ اگر ان کے احکام کو ہم نہ مانیں اور اس کا انتظام و التزام ہم نہ کریں اور اللہ و رسول کے حکم ماننے کے لئے آمادہ نہ ہوں تو ہرگز یہ ایمان نہ ہوگا۔

صرف محبت صرف خدمت صرف زبان سے اعتراف کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے پیغمبر ہیں۔ افضل الانبیاء ہیں۔ افضل البشر و المخلوقات ہیں۔ وہ سچے تھے اور نبی آخر الزمان تھے۔ صرف اتنا کچھ کہنے سے ہم مسلمان کہلانے کے سزاوار نہیں ہو سکتے۔ اتنا کچھ تو ابوطالب بھی ماننا تھا اور جتنی محبت تھی اور جتنی خدمت ابوطالب نے کی جتنی مشقتیں انہوں نے آپؐ کی وجہ سے جھیلیں اور کسی نے نہ کی ہوں گی۔ ابتداء سے آخر تک خدمت بھی کی محبت بھی کی مگر یہ نہ کہا کہ آپ رسول اللہؐ ہیں اور آپ کے حکم کو مانوں گا۔ نہ زبان سے یہ اقرار کیا نہ دل سے تو اس کی خدمت و محبت نجات کا باعث نہ بن سکی۔ اور ہر قل کا واقعہ معلوم ہے، بخاری شریف میں بھی منقول ہے۔ ہر قل بہت بڑے بادشاہ تھے اور بڑے عالم بھی اس نے بھی ابوسفیان کے سامنے اعتراف کیا کہ یہ تو وہی نبی ہیں جس کے ظہور کا مجھے یقین تھا۔ مگر یہ خیال نہ تھا کہ وہ آپؐ لوگوں میں ظہور فرمائیں گے اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ اور

کاش! میں ان کی خدمت میں قدمبوسی کرنے مدینہ منورہ حاضر ہو سکتا تو میں تکلیف اٹھا کر بھی حاضر ہو جاتا اور وہاں جا کر آپ کے پاؤں دھو لیتا۔ ادب و احترام کر لیتا۔ یہ سب کچھ ہر قل نے کہا ادب و احترام کیا مگر پھر بھی ہر قل کا فرما۔ زبان سے سب کچھ کہہ دیا کہ یہ نبی تو کتب سابقہ کی بشارات کا مصداق ہے۔ سب باتوں کے باوجود کہا کہ لولا ذلک لا تبعثہ۔ ان سب باتوں کے اعتراف کے بعد بھی راہبوں سے ڈرتا ہوں کہ یہ حکومت سے معزول کر دیں گے اور مار ڈالیں گے۔ مجھ سے سخت و سلطنت چھین لیں گے۔ تو اس نے لولا ذلک لصدقتہ نہیں کہا بلکہ لولا ذلک لا تبعثہ کہا۔ تصدیق تو ابوسفیان کے سامنے پہلے سے کر دی کہ ان کے سارے خصائل و حالات تو نبی آخر الزمان کے اخلاق ہیں۔ دوسرے نہیں ہیں۔ تو تصدیق تو کر لی مگر اتباع سے انکار کیا۔ تصدیق علم تو تھا مگر حکم ماننے کا التزام نہیں کیا ڈر اور لالچ کی وجہ سے۔

تو معلوم ہو گیا کہ ایمان اتباع سے عبارت ہے نفس علم اس بات کا کہ آپ برحق نبی ہیں۔ اس سے بات نہیں بنے گی۔ بلکہ جب تک حکم ماننے پر ایمان نہ لائے کہ میں بغیر خچوں و چڑا مانوں گا۔ میرا اللہ اور رسول پر ایمان ہے۔ اور حضور نے شریعت کی جس بات کی رسی میرے گلے میں ڈال دی اس رسی سے کھینچ کر شریعت مجھے جس گڑھے میں ڈالے گی۔ جس سمندر جس کنویں میں ڈالے گی، مجھے کوئی پس و پیش نہ ہوگی۔ بلکہ تسلیم خم کروں گا۔

اب خود اندازہ لگائیں کہ یہ کیفیت اور یہ چیز اگر ہم میں نہیں ہے تو اسے اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ تو خدا سے وعدہ کہ تو تنہائی میں کہ اے رب تیرا ہر حکم بے چوں و چڑا مانوں گا۔ پیغمبر کا ہر حکم بھی خوشی سے مانوں گا۔ اور یہ بھی ایک ضروری شرط ہے کہ حکم ماننے تو دل سے مانے۔ دل میں تنگی اور بوجھ محسوس نہ ہو۔

ارشادِ ربانی ہے : فلا درتک لا یومنون حتی یحکموا فیما یشیر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ولیسکوا التسلیم۔ اللہ تعالیٰ قسم کھاتے ہیں کہ اے رسول آپ کے پانے والی ذات کی قسم کہ یہ لوگ۔ لا یومنون۔ جب تک کہ ان کے درمیان واقع ہونے والے نزاعی مسائل اور جھگڑوں میں اپنے مقدمات میں تجھے فیصل اور حاکم نہ مقرر کر لیں تیرے حکم کو جو شریعت ہے کے سامنے زانو تہ نہ کر دیں تسلیم خم نہ کر دیں حتیٰ یحکموا جب تک تجھے حاکم نہ مان لیں اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے۔

آج حضور کی شریعت کو ان کی جگہ حاکم بنانا ہوگا۔ شریعت نے مقدمہ میں ایک کو جتوایا اور دوسرا ہمارا تو ایک تو لازماً ظالم ہوگا جس کے خلاف شریعت نے فیصلہ کیا کہ بھئی یہ زمین اور یہ فلاں حق تو نہیں ہے سکتا۔ تم شریعت کی رو سے وارث نہیں ہو، بے جا قابض ہو گئے ہو۔ اب جب شریعت نے فیصلہ دے دیا تو تمہیں کھلے دل سے اور خوشی سے اس فیصلہ کو تسلیم کرنا ہوگا۔ مگر یہ تو اسی جگہ شریعت کو گالیاں دینے لگتے ہیں کہ یہ کیسی شریعت ہے؟ یہ عجیب انصاف ہے۔ کیا یہ شریعت کا حکم ہے؟ مولوی صاحب اس شریعت سے تو رواج اچھا تھا۔ اس سے تو فرنگیوں کا قانون اور تعزیرات ہند اچھے تھے (العیاذ باللہ) تو جو منہ پر آئے بکتا پھرتا ہے۔ حالانکہ اسلام تو

یہ ہے کہ جب خدا کا فیصلہ معلوم ہوا تو خوشی سے اس کے سامنے منقاد ہو جاؤ۔ ثم لا تعبدوا فی الفسھم الآیۃ کہ دل میں بھی تنگی نہ آئے۔ طبیعت بھی خفا نہیں بلکہ ہشاش بشاش ہے کہ یہی شارع کا حکم ہے اور اللہ کے میں نے اس پر عمل کیا۔ اور یہ ایسا ہو جیسا کہ ایک نیک انسان ہے، نمازی ہے تو نماز پڑھے تو دل خوش ہو جاتا ہے۔ روزہ دار سخت گرمی میں روزہ رکھ کر خوشی خوشی اور باغ باغ ہو جاتا ہے۔ حج میں سات آٹھ ہزار لگا کر واپس آجائے تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے کہ یا اللہ شکر ہے کہ تیری عبادت کی توفیق ملی۔ عہ شادم از زندگی خویش کہ کارے کر دیم اسی طرح جب شریعت کا فیصلہ تیرے خلاف ہوا تو دل سے خوش ہوئے کہ یا اللہ شکر ہے کہ بے انصافی سے زیادتی سے ظلم سے تو نے بچا دیا۔ دوزخ سے بچا دیا۔ دل سے خوش ہے نہ کہ مسلمان ہوتے ہوئے منہ سے بکواس کرتا پھرے۔ کبھی مولوی پر رشوت کا الزام ہے، کبھی یہ کہ اس نے پراجنہ (حجۃ بندی پارٹی بازی کی رعایت) سے کام لیا ہوگا۔ تو کوئی شریعت پر مانتھ صاف کرتا ہے۔ کوئی بیمار سے مولوی پر کہ یہ اس زمانہ کی باتیں نہیں یہ کیا دنیاوی باتیں ہیں۔ آج بھی شریعت کی بات اپنے اس ملک میں بیان کرو تو بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ دنیاوی باتیں ہیں، پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ شریعت کی یہ باتیں عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتیں، معاذ اللہ، تو ہنستے ہیں، اور ساتھ ہی پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اسلام کے ٹھیکیدار بھی بن جاتے ہیں۔ دیکھو خدا کے حکم کو بہت خوشی سے مان لینا ہی اسلام ہے تسلیم ظاہری بھی کر لو کہ دن نہاد بن جاؤ کہ بہت بہتر اسے حقدار آکر اپنا حق اپنی زمین اپنا گھر واپس لے لو میں شریعت کو تسلیم کرتا ہوں یہ نہ ہو کہ شریعت کا فیصلہ سن کر پھر بھی دیوانی مقدمہ لڑتے پھر دو اور دوسری باتوں کی طرف بھاگنے لگو اور اس کے خلاف وکیل لڑاتے رہو تو یہ تو اسلام اور تسلیم نہ ہوا۔

اور آج کل کہتے ہیں کہ مسلمان فلاح و نجات کیوں نہیں پاتے تو اتنا یاد رکھو کہ اپنا ایمان تازہ کرتے رہو دن کو یارات کو تنہائی میں خدا کے ساتھ چپکے چپکے باتیں کرو۔ اور کہا کہ اے خدا تو میرا مالک ہے میرا تجھ پر ایمان ہے۔ اے خدا تو نے نبی بھیجا ہے۔ اے خدا تو نے اپنی وحی بھیجی ہے جس میں میری ہی بھلائی ہے۔ اے خدا یہ سب میں مانتا ہوں۔ اے خدا بے چون و چرا مانوں گا، خواہ مخواہ مانوں گا۔ التزام کرو کہ کبھی اس کی مخالفت نہیں کروں گا، اگر سمندر میں بھی کودنا پڑے تو انکار نہیں کروں گا۔

بدر کے موقع پر حضرت قتادہؓ نے حضورؐ کی خدمت میں یہی عرض کیا تھا کہ حضورؐ آپ تو کافروں سے جہاد کا کہتے ہیں ہم آپ پر ایمان لائے تو آپ کا ہر حکم بے چون و چرا مانیں گے۔ اگر آپ سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو کوئی مسلمان ہوگا جو نہیں کودے گا۔ اگر برک الغاد تک (یعنی بین میں دور کی ایک جگہ) تک جانے کا حکم دیں گے تو ہم تیار ہوں گے۔ تو کامیابی اس وقت تک ہرگز نہیں ہو سکتی جب تک مسلمان کا تعلق خدا سے نہ ہو جب تک خدا پر بھروسہ نہ ہو جب تک

خدا کا حکم ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو کامیابی ناممکن ہے۔ اگر دل میں یہ گرہ باندھ لو کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے ہر حکم کی تعمیل بلا کسی جھجک و تردد کے کرتا رہوں گا۔ پھر اگر آپ سے یہ مقتضائے بشریت کوئی غلطی ہو بھی گئی فوراً نادیم ہو گئے کہ خطا ہو گئی۔ یا اللہ مجھے معاف کر دے دل میں وہی عقدہ اور عقیدہ ہے کہ تابعدار رہوں گا عمل میں کوتاہی پر مذمت ہوتی مگر التزام طاعت میں فرق نہ لائے کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم ضرور مانوں گا، خوشی سے اسکی پابندی کروں گا۔ غلطی ہو گئی تو پھر توبہ کی۔ اور کہا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ اے اللہ ہم نے اپنے نفس پر ظلم کئے اگر تم نے ہمیں نہ بخشا تو ضرور ہم خسارے میں پڑ جائیں گے۔

— تو عمل کی کوتاہی سے خلاصی کا ذریعہ استغفار ہے۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ آج مسلمان کا نہ عمل رہا اور نہ عقیدہ، مسلمانوں میں ایک ظالم بادشاہ گزرا ہے۔ حجاج بن یوسف ثقفی غالباً حسن بھری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ہر چیز میں مصیبت دی کہ اس امت کے علماء کا بھی نظیر دیگر امتوں میں نہیں۔ اس کے اولیاء کی بھی دیگر امتوں میں مثال نہیں اس امت کے صحابہ کرام دیگر امت کے صحابہ سے بڑھ کر ہیں۔ سب فضائل کی پھلی امتوں میں نظیر نہیں، جو بھی غریبی اور کمال ہے بے نظیر ہے۔

تو حجاج بن یوسف کا جو ظلم ہے اسکی بھی نظیر نہیں کسی نے کہا کہ قیامت کے دن حجاج کا ظلم ترازو کے ایک پلڑے میں ہو گا۔ اور دیگر سارے ظالموں کا دوسرے پلڑے میں۔ تو اس کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ تو اس امت کا ظالم بھی بے نظیر ہے۔ بڑے سخت گیر شخص تھے۔ بہت زیادتیاں کیں، مگر عقیدہ درست تھا۔ قرآن مجید کے زیر و زبر اعراب کی خدمت حجاج نے کی عراق میں حاکم تھا فارس و ہند اور سندھ میں اسلام پھیل رہا تھا۔ غیر عربی اعراب کے بغیر نہیں پڑھ سکتے تھے تو ان کی خاطر یہ بڑی خدمت کی۔ کہ قرآن کے اعراب شد و مد رکوع وغیرہ کو پھیلا دیا بہت بڑا ظالم مگر نماز روزے کا پابند روزانہ تلاوت کرتا قرآن کریم کو دنیا میں پھیلاسنے کی کوشش کی، اور جب سنا کہ کراچی کے آس پاس چند مسلمان مرد اور عورتوں کی کشتی کو راجہ داہرنے لوٹ لیا ہے اور چار مسلمان گرفتار ہوئے۔ حجاج رزہ اٹھا۔ — اور اب تو دو چار لاکھ مسلمان بھی قتل ہو جائیں، کافروں کے ہاتھوں تہ تیغ ہو جائیں مگر ٹس سے مس نہیں ہوتے، پر دہاہ ہی نہیں کہ کیا ہوا۔ سیرانی ہوتی ہے کہ ان لوگوں میں اسلام کی آخر کو کنسی نشانی باقی رہ گئی ہے؟ کوئی غریبی ہو تو ہم کہہ دیں کہ اسلام کی فلاں بات تو ہے۔

— حجاج کو اطلاع ہوئی، چھ نکہ عقیدہ درست تھا تو فوراً اپنے داماد اور بھتیجے کو خطرات میں ڈال کر بھیج دیا کہ

مسلمان قیدیوں کو رہا کر دو۔ آج تک بڑے صغیر میں اسلام کی بادشاہت و حکومت ایسی ہی کوششوں کی برکت ہے وہ لوگ آئے ہمسندردوں کو پار کیا، سندھ میں راجہ داہر ہاتھوں کے ساتھ مقابلہ میں آیا۔ مسلمانوں کے پاس تھا کیا؟ انہوں نے حجاج کو بے سرو سامانی کا حال بھی کھد دیا کہ گھر گئے ہیں، کامیابی بڑی مشکل ہے۔ امداد کرو اور ہدایت دو۔

حجاج نے خط لکھوایا کہ اے میرے بھتیجے! اے برنیل ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ دیکھو کبھی تم سے دو تہارے فوجیوں سے پانچ وقتہ نماز میں سستی نہ ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ اللہ اکبر کہو، تکبیر خداوندی۔ تو خدا کے سامنے روتے رہو۔ الحمد للہ پڑھو تب بھی خدا کے سامنے روؤ رکوع میں سجدہ میں اس کے سامنے عاجزی کرو۔ بڑی عاجزی اور زاری سے پانچ وقت نمازیں پڑھی ہوں گی۔ تیسری بات یہ کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔

اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ۔ حدیث میں آتا ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اُسے یاد کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایک چھوٹی سی جماعت میں مجھے یاد کرتا ہے۔ میں اس بندہ کو فرشتوں میں یاد کر لیتا ہوں۔ تم اللہ کا نام کسی ایک گھر میں ایک مجلس میں بے لوء، اللہ تعالیٰ عرش کے فرشتوں کے سامنے آپ کا نام لے کر کہتا ہے کہ میرے بندہ نے میرا نام لے لیا ہے۔ تو جتنی بھی زبان اللہ کے نام سے تر رہے تو فلاح ہی فلاح ہے۔ جب کوئی ضروری بات نہ ہو تو اللہ اللہ زبان پر جاری رہے۔

تو حجاج کا سبق ایک پیر کا سبق نہیں، ایک مولوی کا سبق نہیں زبردست قاتل اور ڈنڈے مار ہے۔ حاکم ہے۔ مگر عقیدہ مضبوط ہے، سخت مرحلہ آیا تو دشمن پر فتح اور دنیا کے فتح کے خیال سے سہی مگر فتح کا ذریعہ اللہ کی رضا سمجھتا ہے کہ: **وَلَا تَقْنَادُوا لَا تَحْزَنُوا وَانْتُمْ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ**۔ کہ ایمان ہی فتح و اطمینان و کامیابی کا ذریعہ ہے۔

حجاج نے یہی لکھا کہ نماز کی باقاعدگی اللہ کے سامنے زاری و الحاح، سجدہ تکبیر و قرائت میں دونا ہی کامیابی کی ضمانت ہے اور اللہ تعالیٰ اور عاجزی سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس سے نہ مانگو تو خفا ہوتا ہے۔ اور انسان سے مانگو تو خفا ہوتا ہے۔ انسان سے قطعاً سوال مت کر دو کہ بابا پانچ روپے دیدو روٹی کپڑا دیدو ایسا ہرگز مت کر و بلکہ اللہ سے مانگو اگر جوتے کا ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس سے مانگو۔ یا اللہ سر میں درد ہے یا اللہ مجھے بھوک لگی ہے۔ یا اللہ میں بیمار ہوں مجھے شفا دیدے۔ الغرض جتنی بھی تضرع کرے اللہ تعالیٰ اتنا ہی خوش ہوگا دعا سے اللہ کو بڑی مسرت ہوتی ہے۔

السناء مخ العبادۃ۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا تو وہی کرے گا جس کا عقیدہ ہو کہ خدا ہی دینے والا ہے۔ سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے کسی اور کے ہاتھ میں بالکل نہیں اس لئے تو مانگے گا اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ میرا ہاتھ پاؤں میری کارگر ہی اور ہنر مجھے روٹی دیتا ہے تو پھر وہ دعا بھی نہیں کرتا اس کی نظر سبب پر محدود ہو جاتی ہے۔ تو حجاج کا یہی مطلب تھا کہ اللہ کے سامنے منقاد ہو جاؤ پھر کہا کہ شوکت و قوت و دبہ اور فتح خدا کی مہربانی کے بغیر ہرگز نہیں مل سکتے۔ خدا راضی نہ ہو اور سارا امر یکہ پشت پر ہو، سارا چین بھی آجائے پھر بھی کچھ نہیں حاصل ہوگا، ایک ریٹ نام کو نہیں قابو کر سکے گا۔ مسلمان نہ دولت سے نہ شوکت سے عزت حاصل کر سکتے ہیں نہ چین سے نہ روس

نہ دکان اور فیکٹریوں سے عزت مل سکتی ہے۔ کہاں کہاں اور کن کن دروازوں پر جہ سائی کر دے گا۔ خدا کے پاس کیوں نہیں آجاتے، خدا کا حکم کیوں نہیں مان لیتے کہ شوکت و عزت اللہ کی رضا و خوشنودی اور مہربانی پر منحصر ہے اور وہ طاعت گزار پر ہوتی ہے۔

امام احمد نے ایک روایت ذکر کی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جو بھی میری اطاعت کریگا میں اس سے راضی ہو جاتا ہوں اور جس سے میں راضی ہو جاؤں اس پر اپنی برکتیں نازل کر دیتا ہوں۔ اور میری برکتوں کا حدود حساب نہیں اور جو میری نافرمانی کرے میں اس سے ناراض ہو جاتا ہوں۔ اس پر مجھے غصہ آ جاتا ہے۔ اور جس پر غصہ آجائے اس پر لعنت نازل کر دیتا ہوں۔ اور کبھی تو اس لعنت کا اثر سات سات پشتوں تک رہتا ہے کہ اس کے بیٹے اور نواسے بھی ٹکریں مارتے پھرتے ہیں اور فرمانبرداروں کی برکت سات سات پشتوں اور نسلیں تک باقی رہتی ہے۔ پوتے پڑپوتے بھی مزے میں ہوتے ہیں۔ محمد بن قاسم نے حجاج کی نصیحت پر عمل کی ہدایت پر چلا تو ملتان تک فتح کا جھنڈا بھرتا چلا گیا۔ نہ ہمتی تھکے نہ دایر جیسا ساز و سامان مگر خدا نے مدد کی۔ حدیث میں آتا ہے کہ میں راضی ہوتا ہوں بندوں پر تو کاشت کے وقت رات کو بارش برساتا ہوں کہ دن کو کام میں بھی حرج نہ ہو فضل بھی آگ سکے اور جب ناراض ہوتا ہوں تو فضل کاٹتے وقت بارش برساتا ہوں کہ تیار فضل بھی ضائع ہو جائے۔

— تو مسلمان اپنی حالت پر اگر آج غور کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ خدا کے تہر و غضب کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس کا علاج بھی ہے۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین — ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخسیرین۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں زلزلہ آیا جیسا کہ سوات میں پچھلے دنوں آیا تو اس نے تمام ضلعوں تحصیلوں محانوں حاکموں کو حکم بھیج دیا کہ یہ زلزلے خدا کے تہر و غضب کی نشانی ہیں۔ آپ سب فلاں وقت باہر نکلیں خدا کے سامنے روئیں گڑ گڑائیں توبہ کریں۔ آدم علیہ السلام کی دعا۔ رَبَّنَا اظْلَمْنَا الْآيَةَ۔ اور حضرت یونس کی تسبیح لا الہ الا انت۔ کا عاجزی سے ورد کریں کہ خدا اس ملک کو عذاب سے بچا دے۔ تو آج ہم بھی ایسے دور میں ہیں کہ عذاب خداوندی میں گر گئے ہیں۔ تو علاج اب بھی یہی ہے کہ بتنی زاری و دعا ہمارے استغفار ہو سکے، کریں۔ تو خداوند تعالیٰ ان شا اللہ ہم پر رحمت فرما دے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

